رسائل و مسائل

نماز میں گریہ وزاری اور ریا کاری

سوال: نماز پڑھنے کے دوران میری کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ میں گریہ وزاری کے انداز میں روسکتا ہوں لیکن مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے میں اپنے آپ کو اس لیے روکتا ہوں کہ یہ ریا کاری کے دائرے میں آجائے گا۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جب میں تصنع نہیں کر رہا اور بناوٹی طور پر نہیں رو رہا' فی الواقع میری یہ کیفیت ہے' کیا تب بھی اس پر ریا کاری کا اطلاق ہوگا؟ مجھے عملاً کیا کرنا چاہیے؟ کیا اس کیفیت کے اظہار کو گھر کی تنہائی کی نمازوں تک محدود کرلوں؟

جواب: نماز کے اندر آپ کی یہ کیفیت تو مطلوب و محمود کیفیت ہے۔ سورہ انفال میں اہل ایمان کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ ان کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں (۸:۲)۔ سورہ زمر میں ہے کہ قرآن سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں' جو اپنے رب سے ڈرنے والے ہیں اور پھر ان کے جسم اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں (۳۹:۲۳)۔ سورہ بنی اسرائیل میں ہے: اور وہ منہ کے بل روتے ہوئے گر جاتے ہیں اور اسے سن کر ان کا خشوع اور بڑھ جاتا ہے (۱۷:۱۰۹)۔ سورہ مریم میں ہے: ان کا حال یہ تھا کہ جب رحمان کی آیات ان کو سنائی جاتیں تو روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔ (۱۹:۵۸)

جب ایک شخص نے دور جاہلیت میں اپنی بیٹی کو کنویں میں دھکا دینے کا واقعہ بیان کیا تو آپؐ رو دیے اور آپؐ کے آنسو بہنے لگے۔ آپؐ نے اس سے فرمایا کہ اپنا قصہ پھر بیان کرو۔ اس نے دوبارہ بیان کیا اور آپؐ اسے سن کر اس قدر روئے کہ آپؐ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بھی روتے تھے۔ حضرت عبداللہؓ بن شخیر سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ کے سینے سے رونے کی آواز اس طرح سے آتی تھی

جیسے کہ ہنڈیا کے جوش مارنے کے وقت کی آواز ہوتی ہے۔(مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات میں فرمایا: ابوبکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، تو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ابوبکرؓ رقیق القلب ہیں۔ اپنے آنسو نہیں روک سکتے۔ وہ جب قرآن پاک پڑھتے ہیں تو روتے ہیں۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکرؓ کو کہو کہ نماز پڑھائیں۔ چنانچہ آپؐ کی بیماری کے دوران میں حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی نے امامت کرائی۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے واقعات میں آتا ہے کہ وہ صبح کی نماز میں سورہ یوسف پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے: اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ (میں اپنی پریشانی اور اپنے غم کی فریاد اللہ کے سوا کسی سے نہیں کرتا۔۱۲:۸۶)، تو ان کے رونے کی آواز سنی گئی۔(بخاری)

اسی بنا پر فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر ایک شخص نماز کے دوران اللہ کے جلال، قرآن پاک کی آیات یا دوزخ کے تصور سے آواز سے رو پڑے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب بے اختیار آواز نکل آئے اور تلاوت قرآن پاک سننا اور سنانا متاثر نہ ہو۔ جب ایک آدمی امام کے پیچھے کھڑا ہوتا ہے تو اسے دوسروں کے خشوع وخضوع اور نماز اور امام کی قرأت کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ تمام احتیاطی تدابیر کے باوجود رقت کا اس قدر غلبہ ہو جائے کہ آواز سے رونا شروع کر دے تو اس سے نماز میں فرق نہیں پڑے گا۔

اس لیے نماز باجماعت میں کوشش یہی کرنی چاہیے کہ بلند آواز سے نہ روئے تاکہ دوسروں کی نماز خراب نہ ہو اور وہ رونے والے کی طرف متوجہ ہوکر اپنی نماز کی طرف توجہ نہ چھوڑ دیں، نیز اس کے نتیجے میں اس بات کا بھی خطرہ ہے کہ ریاکاری کا مرض پیدا ہو جائے۔ اس لیے بھی احتیاط کرنا چاہیے۔

ریاکاری کے حوالے سے تو انسان خود ہی اپنے بارے میں فیصلہ کر سکتا ہے۔ ریاکاری کے اندیشے سے نیک کام چھوڑتے چلے جانا، شیطان کی تدبیر بھی ہوسکتی ہے۔ انفاق کے بارے میں بھی حکم ہے کہ خفیہ کرو اور اعلانیہ بھی کرو۔ نیک اعمال کے مشاہدے سے نیک اعمال کی ترغیب ہوتی ہے۔ اس کی اپنی اہمیت ہے لیکن جو شخص اپنے دل کا مرض محسوس کرے، اسے احتیاط کرنا چاہیے۔

ریاکاری کا تعلق دل سے ہے، اپنے دل پر نظر رکھنا چاہیے۔ ریاکار وہ ہوتا ہے جو لوگوں کے سامنے ایک کام کو کرے لیکن جب لوگ دیکھ نہ رہے ہوں تو اسے نہ کرے۔ لوگوں کی موجودگی میں خشوع وخضوع کرے، عمدہ اور اعلیٰ کھانوں کو ہاتھ نہ لگائے، لیکن گھر میں سب کچھ کرے۔ لوگوں کے سامنے روزہ دار، نمازی، تہجد گزار کی شکل میں پیش ہو لیکن فی الحقیقت روزہ، نماز اور تہجد سے اسے کوئی شغف نہ ہو، جیسے کہ مدینہ کے منافقین کا طرزعمل تھا۔ ریاکار بھی دراصل منافق ہوتا ہے۔ حقیقی کیفیات اور ظاہر و باطن میں ہم آہنگی ہو

تو پھر ریا کاری نہیں ہوتی۔

رہی یہ بات کہ لوگوں کے سامنے کیا کام کرنا ہے اور تنہائی میں کیا کام' تو اس کا ضابطہ یہ ہے کہ ہر جائز کام اور ہر عبادت لوگوں کے سامنے کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح جو کیفیت جائز اور مستحسن ہے اسے لوگوں کے سامنے لایا جاسکتا ہے۔ رونا بھی اسی قسم کی کیفیات میں سے ایک کیفیت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرام اور سلف صالحین نے کھلے عام بھی اس سے پرہیز نہیں کیا۔ نماز میں ایسی کیفیت طاری ہو اور نماز میں آنسو بہنے لگیں تو انھیں روکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ریا کاری نہیں ہے۔ آدمی مغلوب ہو جائے اور رونے کی آواز نکل آئے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ریا کاری یہ ہے کہ رونا نہ آتا ہو لیکن لوگوں کے سامنے بزرگی' تقویٰ اور ولایت ظاہر کرنے کے لیے روئے' اور گھر میں جب کوئی نہ دیکھ رہا ہو تو اس وقت نماز میں خشوع وخضوع بھی نہ ہو' آنسو بھی نہ آئیں اور بے اختیار آواز بھی نہ نکلے۔ آپ نے اپنا جو حال لکھا ہے یہ ریا کار کا حال نہیں ہے بلکہ نیک لوگوں کا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کیفیت میں ترقی فرمائے۔ (مولانا عبدالمالک)

پریشان کن گھریلو مسائل کا حل

س: ایک تحریکی بزرگ کی بیٹی سے میری شادی ہوئی ہے۔ میں نے اپنی برادری سے باہر تحریک کی بنیاد پر شادی کی تھی۔ ذہن میں یہ خاکہ تھا کہ میں تحریکی کام کروں گا تو میری اہلیہ میرا ہاتھ بٹائے گی اور میرا گھر اسلام کا ایک خوب صورت گلدستہ ہوگا۔ مگر شادی کے بعد میرا سارا تصور خاک میں مل گیا۔ میری اہلیہ ایم ایس سی ہیں۔ نماز بھی وقت کی پابندی سے ادا نہیں کرتیں۔ میں نے بڑی حکمت سے اسلام کی بنیادی تعلیم سکھانے کی کوشش کی اور حلقہ خواتین کے اجتماع میں بھی بھیجا۔ گھریلو کام میں بھی تعاون کیا مگر بہتری کے بجائے خرابی ہو رہی ہے۔ میرا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ گھر کا ماحول ناخوش گوار ہو گیا ہے۔ ازدواجی تعلقات بھی تناؤ کا شکار رہتے ہیں۔ میری اہلیہ ملازمت کرتی ہیں' وہ ساری تنخواہ اپنی مرضی سے خرچ کرتی ہیں۔ میں نے اس پر بھی کبھی اعتراض نہیں کیا ہے۔ میری اہلیہ کبھی کبھی رات کا کھانا بھی نہیں پکاتیں اور مجھے کھانا خود پکانا پڑتا ہے۔ ان حالات میں میرے سوال یہ ہیں:

۱- مجھے اپنی اہلیہ کے رویے پر خاموش رہنا چاہیے' یا ان کو طلاق دے دینی چاہیے؟ کیوں کہ اصلاح کا بظاہر کوئی امکان نہیں۔

۲- کیا جب بیوی اپنے خاوند کی جائز خواہش پوری نہ کرے' تو مرد کو دوسری شادی کر لینی